رجسٹرڈ تصفیہ نمبر ۱

شرح چندہ
سالانہ .... ۔
ششماہی .... ۔
سہ ماہی .... ۔

قیمت فی پرچہ (۲)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگیشہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... ۔
ششماہی .... ۔
سہ ماہی .... ۔

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد ۳ | ۱۴ بہمن ۱۳۵۳ ف | ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ | ۱۸ دسمبر ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۳۶)

دائمی امن کے لئے

معاشی آزادی ناگزیر ہے

امریکہ کے سکریٹری آف سٹیٹ کے اسپیشل اسسٹنٹ مسٹر [illegible] سیری نے اپنی ایک حالیہ تقریر میں کہا کہ ہم دائمی امن کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟ سوال یہ نہیں ہے کہ فاتح اقوام کس قسم کا امن مفتوح کے سر تھوپیں گے بلکہ سوال یہ ہے کہ ہم کس طرح ایسا امن قائم کر سکتے ہیں جو دیرپا ہو؟ اگر ہم نے تاریخ کا صحیح طور پر مطالعہ کیا ہے تو ایسے امن کے بنیادی اصول چار ہونے چاہئیں: (۱) بین الاقوامی اشتراک۔ (۲) انسانی شخصیت اور انسانی حقوق کا اثبات۔ (۳) معاشی آزادی (۴) اسلحہ سازی پر بین الاقوامی نگرانی۔

کوئی امن دائمی نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ بین الاقوامی اشتراک عمل پر مبنی نہ ہو۔ جدید سائنس کی ایجادات کی وجہ سے موجودہ دنیا اس قدر قریب آگئی ہے اور جہاز، لاسلکی، طیاروں اور ریڈیو کی وجہ ایک قوم دوسری قوم کی سرگرمیوں اور افکار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ایک قوم کی سیاسی، سماجی اور معاشی حکمت عملی آج دوسری قوموں پر زبردست اثر ڈالتی ہے۔

جب تک امن ان ٹھوس حقائق پر مبنی نہ ہو وہ دائمی نہیں ہو سکتا۔ سیاسی، معاشی اور تجارتی مسائل جن سے دنیا کے جدید دوچار ہے اور جن کی وجہ سے بین الاقوامی تصادم پیدا ہوتا ہے آج قومی حدود کو توڑ چکے ہیں۔ کوئی قوم تنہا ان مسائل کو حل نہیں کر سکتی مثلاً کوئی قوم تخفیف اسلحہ کو عمل میں نہیں لا سکتی خواہ اس قوم کے افراد کتنے ہی امن پسند کیوں نہ ہوں تاوقتیکہ جارحانہ اقدام کو روکنے والی کوئی بین الاقوامی تنظیم موجود نہ ہو۔ کوئی ناکہ بندی موثر نہیں ہو سکتی جب تک کہ متعلقہ اقوام اس میں حصہ نہ لیں۔

کوئی قوم تجارتی موانعات اور امتیازات کو مٹا نہیں سکتی تاوقتیکہ سب اقوام متحدہ طور پر اس سمت میں قدم نہ اٹھائیں۔ جو مسائل جنگ کا باعث ہوتے ہیں ان کی وسعت عالمگیر ہے اور ان کو اقوام عالم متحدہ فکر و عمل کے ذریعہ ہی حل کر سکتی ہیں۔

میرے خیال میں اس سے دو نتائج اخذ ہوتے ہیں۔ دائمی امن کے لئے یہ ضروری ہے کہ انیسویں صدی کے اس تصور کو ترک کر دیا جائے کہ توازن قوت سے امن قائم رہتا ہے۔ تجربے نے ہمیں بارہا سکھلایا ہے کہ جو امن توازن قوت پر مبنی ہو دیرپا نہیں ہوتا۔ اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ موجودہ حقائق کا یہ تقاضا ہے کہ امن کو دیرپا بنانے کے لئے ایک بین الاقوامی ادارہ قائم کیا جائے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ فوراً ایک عالمی حکومت قائم کر دی جائے جس کو اتنے وسیع اختیارات ہوں کہ وہ چھوٹی مملکتوں کے داخلی امور پر حاوی ہو سکے۔ اس کے یہ معنے

ضرور ہیں کہ ایسے بین الاقوامی ادارے کو محدود اختیارات دئے جائیں۔ اور اس کو اتنی قوت دی جائے کہ وہ ان محدود اختیارات کو استعمال کر سکے۔ ان اختیارات میں جارحانہ اقدام کو روکنے اور اسلحہ سازی پر نگرانی کرنے کا بھی اختیار شامل ہونا چاہئے۔ نیز بین الاقوامی تجارت اور مالیات میں خلاف سماج اعمال اور امتیازات کے انسداد کے لئے متحدہ عمل کا بھی اختیار دیا جانا چاہئے۔

ایسے بین الاقوامی ادارے کو جو اختیارات دئے جائیں گے ان میں وقت اور تجربہ کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو سکے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ امن کا قیام اسلحہ کی قوت پر نہیں بلکہ ان مسائل کے حل پر ہے جو جنگ کا باعث ہوتے ہیں۔ کوئی انتظام جس میں ابتدائی حقوق کی نفی کی گئی ہو دیرپا نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ایسی مملکت برقرار رہ سکتی ہے جو ان حقوق کو کچل دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نازیوں کے اس ادعا کا ناکام ہونا ضروری ہے کہ وہ ایک فوق البشر انسانوں کی نسل ہے جو ساری دنیا پر مسلط ہونا چاہتی ہے۔

ایک اور بنیادی اصول جس پر دائمی امن قائم ہو سکتا ہے وہ معاشی آزادی ہے۔ دنیا کے وسائل تمام اقوام کی ضروریات کے لئے کافی ہیں۔ لیکن اگر ایسی قومیں جو قوی اور زبردست ہیں دوسری اقوام کو ان وسائل سے محروم کر دیں اور تجارتی موانعات قائم کر دیں تو ایسی قومیں وسائل حیات کو کھو بیٹھیں گی اور اپنی مرضی کے خلاف ہی سہی معاشی کشمکش اور جنگ کے لئے تیار ہو جائیں گی۔ ہمیں یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ تجارتی موانعات اور بین الاقوامی تجارت پر قید و بند نے بیروزگاری میں اور بین الاقوامی تصادم میں اضافہ کر دیا۔ [illegible] محصولات کی تمام دیواروں کو منہدم کرنے کی [illegible] نہیں کرتا لیکن اگر ہمیں وہ مقصد حاصل کرنا ہے جس کے لئے جمہوریتیں شریک جنگ ہیں تو یہ ان

بقیہ سلسلہ صفحہ (۶)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳	۴ ا بہمن ۱۳۵۳ف	نمبر ۳۶

صحیح اعداد و شمار کی اہمیت

ماہرین اور واقف کار اصحاب اس امر پر متفق ہیں کہ بنگال کی ہولناک مصیبت کی ذمہ داری ان عہدہ داروں پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے حکومت بنگال کو زرعی پیداوار کی مقدار سے متعلق غلط اطلاع دی تھی۔ گورنری کمیٹی نے بھی اس تکلیف دہ واقعہ پر خصوصی غور کیا ہے اور سر ... وائس چانسلر نے دیوان تجارت حیدرآباد کے سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے محکمہ اعداد و شمار کی گزشتہ کارگزاریوں پر اظہار مذمت کیا۔ جب بنگال جیسے صوبہ کا یہ حال ہے تو ہمارے محکمہ اعداد و شمار کا کیا حال ہوگا۔ اس محکمہ کی کوتاہیوں پر ایک نظر ڈالنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ سنہ ۱۹۴۳ء سر پر آ گیا ہے لیکن ہنوز سنہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ شائع نہیں ہوئی۔ کیا ہم دریافت کر سکتے ہیں کہ اس غیر معمولی تعویق کے وجوہ کیا ہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ اعداد و شمار کو خود اپنے فراہم کردہ مواد پر کامل اعتماد ہے؟ زرعی پیداوار کے اعداد کو غیر معتبر بیان کرتے ہوئے حکومت نے حال ہی میں ایک جامع اسکیم منظور کی ہے تاکہ صحیح اعداد حاصل ہو سکیں اور یہ پتہ چل سکے کہ آیا مملکت آصفیہ ایک فاضل پیداوار والی مملکت قرار دی جا سکتی ہے یا نہیں۔ حیدرآباد کی معاشی زندگی میں اس سرعت کے ساتھ تبدیلیاں اور ترقیاں ظہور پذیر ہو رہی ہیں کہ اگر محکمہ اعداد و شمار بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ نہ دے تو ہمیں اندیشہ ہے کہ ہماری کوئی اسکیم استوار بنیادوں پر قائم نہیں کی جا سکتی۔ محکمہ اعداد و شمار اس وقت تک اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام نہیں دے سکتا جب تک کہ دیگر محکمہ جات کا اس کو پورا پورا تعاون حاصل نہ ہو۔ مثال کے طور پر اجناس خوردنی میں سے کسی جنس کی فی ایکڑ پیداوار کی مقدار معلوم کرنے کے لئے محکمہ زراعت کا تعاون لازمی ہے۔ شوارع کے صحیح اعداد معلوم کرنے کے لئے علاوہ اور ذرائع کے سررشتہ تعمیرات کا تعاون بھی ضروری ہے اور ان سب امور سے ہٹ کر خود محکمہ اعداد و شمار کو ایسا طریقہ کار ڈھونڈ نکالنے کی ضرورت ہے کہ جس کے ذریعہ وہ خود فریب خوردگی سے محفوظ رہے۔ ضمناً ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ہندی بولنے والوں کی تعداد چالیس پچاس ہزار سے زیادہ نہیں ہے لیکن مستند ذرائع سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ۱۳۵۰ف کی مردم شماری کے وقت کثیر تعداد نے اپنی زبان ہندی ظاہر کی اور محکمہ اعداد و شمار نے ان کے اس بیان کو قبول کر لیا۔ ہمیں اس بات کا علم تو نہیں کہ محکمہ اعداد و شمار کے تخمینہ کے مطابق حیدرآباد میں ہندی بولنے والوں کی تعداد کیا ہے لیکن ہم اس پروپگنڈے سے ضرور واقف ہیں جس کا مقصد یہ تھا کہ ہندی بولنے والوں کی تعداد بڑھا کر اردو بولنے والوں کی تعداد گھٹا کر بتائی جائے۔

زندگی کے ایسے اور بھی شعبے ہیں جہاں صحیح اعداد کی فراہمی مسائل وقت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مثلاً ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ پٹہ دار کس طرح قول داروں سے ناجائز منافع حاصل کرتے ہیں۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مواضعات کا کتنا رقبہ قلیل پٹہ داروں کے قبضہ میں ہے۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ زرعی مزدوروں کے ساتھ کاشتکار کس قسم کا سلوک کرتے ہیں۔ پست اقوام کی معاشی حالت کیا ہے۔ بڑے کاشتکاروں اور زرعی مزدوروں کے معیار زندگی کا باہمی تناسب کیا ہے؟ اردو بولنے اور سمجھنے والوں کی صحیح تعداد کیا ہے۔ ان علاقوں کا فیصد کیا ہے جو مقامی زبان پر مشترکہ زبان کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہم یہ بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کاشتکاروں کی آمدنی اور دیہاتی اشیاء کے منافع کی باہمی مناسبت کیا ہے تاکہ ماہرین کو علم ہو سکے کہ ان کی آمدنی کی قیمت کا کتنا قلیل جزو کاشتکار کو ملتا ہے۔

غرض یہ اور اسی قبیل کے بیسیوں سوالات ایسے ہیں جن کا صحیح جواب صرف محکمہ اعداد و شمار فراہم کر سکتا ہے۔ طریقہ عمل یہ ہونا چاہئے کہ ہر محکمہ اپنا ایک سوال نامہ محکمہ اعداد و شمار کو روانہ کرے جس کی روشنی میں محکمہ اعداد و شمار فراہمی اعداد کی مہم شروع کرے۔ ظاہر ہے کہ اس مہم میں نہ صرف سرکاری محکموں کو بلکہ غیر سرکاری اداروں کو بھی خلوص اور صداقت کے ساتھ تعاون عمل کرنا چاہئے۔ یہ کافی نہیں کہ محکمہ کے اعلیٰ عہدہ دار ہی اپنے فن میں تربیت یافتہ ہوں بلکہ اس کی بھی ضرورت ہے کہ محکمہ کے جو عمال اور کارکن ہیں فنی تجربہ رکھتے ہوں۔ کیا ہم توقع رکھیں کہ محکمہ اعداد و شمار کی تنظیم جدید سختی اور آزمودہ اصولوں پر کی جائے گی۔

دیہی شوارع

سال حال کے موازنہ میں آنریبل مسٹر غلام محمد صدر المہام فینانس نے دیہی شوارع کی تعمیر و مرمت کے لئے (۲۵) لاکھ کی رقم رکھی ہے۔ یہ رقم محکمہ جات تعمیرات و دکل فنڈ کے عام موازنہ کے علاوہ ہے۔ ہمیں توقع تھی کہ متعلقہ محکمہ جات جلد از جلد اپنا پروگرام مرتب اور شائع کریں گے تاکہ عوام خصوصاً مواضعات کے باشندوں کو اطمینان ہو جائے کہ مواضعات کو اضلاع کی بڑی سڑکوں سے منسلک کرنے کی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں مگر اب تک ایسا کوئی اعلامیہ ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ ضرورت ہے کہ سررشتہ معلومات عامہ محکمہ جات تعمیرات و دکل فنڈ سے اس پروگرام کے خاکے حاصل کر کے عوام کی اطلاع کے لئے شائع کر دے۔

اس زمانہ میں جبکہ زرعی پیداوار کو قصبات اور مواضعات سے باہر کے بڑے تجارتی منڈیوں میں نکاسی کی غرض سے لانے کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے دیہی شوارع کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ غیر معمولی طور پر اہم ہو گیا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ حمل و نقل کی سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے کاشتکار زرعی پیداوار کو مناسب داموں پر بڑی تجارتی منڈیوں میں فروخت نہیں کر سکتا۔ بڑی منڈیوں سے دور رہنے کی وجہ سے کاشتکار کو بازار کے بھاؤ کا علم ہونے نہیں پاتا۔ اگر دیہی شوارع جا بجا ہو جائیں تو ساہوکاروں اور درمیانی اشخاص کو اس امر کا موقع نہیں ملے گا کہ وہ کاشتکاروں کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر ان کو ان کی محنت کے ثمرات سے محروم کر دیں۔

اضلاع، تعلقات اور دیہاتوں کے مواصلات میں بہتر شوارع کی فراہمی اور مرمت عمدہ مواصلات ہوگی۔ محکمہ تعمیرات کا معمولی سالانہ موازنہ کافی نہیں ہے اور لوکل فنڈ کا موازنہ بھی قابل لحاظ نہیں۔ ان محکمہ جات کے موازنہ کے علاوہ (۲۵) لاکھ کا اضافہ ایک اچھا اضافہ ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ متعلقہ محکمہ جات دیہی تعمیرات کے اس اہم کام کی جانب جلد متوجہ ہوں گے۔

اپنے لائحۂ عمل سے واقف کرائیں گے۔

تنظیم عابد جنگ کی مجالس جو بھی اسکیمیں مرتب کریں گی اس کی کامیابی کا انحصار زیادہ تر اس امر پر ہوگا کہ وہ ایک عرصہ میں ذرائع حمل و نقل دیتے سے وسیع تر کرتے جائیں اور مملکت آصفیہ کا کوئی حصہ ایسا باقی نہ رہے جہاں انصاف، معاشی ترقی اور تمدن کی کرنیں نہ پہنچ سکیں۔ ہمیں یقین ہے کہ تنظیم عابد جنگ کی مجلس غور بھی اس امر پر زور دے گی لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ مجلس کی سفارش کا انتظار کئے بغیر اس کام کو ابھی سے شروع کر دیا جائے۔ ایک طرف ملک کی ایک اہم ضرورت پوری ہوگی اور دوسری طرف زرعی مزدوروں اور دیہات کے بیروزگار طبقوں مثلاً پست اقوام وغیرہ کو ان کاموں کی وجہ سے روزگار بھی میسر آجائے گا۔ ہم اس مسئلہ کو کافی اہم سمجھتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ ہمارے دیگر معاصرین اور پبلک ادارے بھی ہماری ہم نوائی کر کے حکومت کو اس مسئلہ کی جانب مزید توجہ دلائیں گے۔

کو حل۔

ان مسائل پر جن کو وقت کے اہم تر مسائل کہنا چاہئے مقالے پڑھے جائیں گے اور مباحث بھی ہوں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس کانفرنس کی کارروائیاں ملک کی معاشی تعمیر میں صحیح رہنمائی کریں گی۔ ہمارے اس یقین کی وجہ یہ ہے کہ یہ کانفرنس سیاسی شورشوں اور فرقہ وارانہ جنگ آرائیوں سے ہٹ کر بالکل سائنٹفک اور تعمیری نقطۂ نظر سے معاشی مسائل پر غور کرے گی۔ کیا ہم یہ توقع کریں کہ وہ پبلک کارکن جو مشترکہ اداروں سے علحدہ رہتے اور محض اعتراضات کرنے کے عادی ہو گئے ہیں اس کانفرنس میں شریک ہو کر قابل عمل اور تعمیری تجاویز پیش کریں گے اور اہل ملک کو ان سے مستفید ہونے کا موقع دلائیں گے؟ آخر میں ہم انجمن طیلسانین عثمانیہ کو ان تعمیری سرگرمیوں پر مبارکباد دیتے ہیں۔

اور زیر کاشت رقبہ میں بمقابلہ سال گزشتہ ۲۰۰،۰۰۹ ایکڑ کا اضافہ ہوا۔

کچھ عرصہ ہوا دالوں سے متعلق تحقیقات کرنے کی ایک اسکیم منظور ہوئی تھی، چنانچہ اپریل ۱۹۴۳ء سے رائچور کے مزرعہ میں اس اسکیم کے مطابق کام شروع ہوگیا ہے۔ اس کے مصارف مرکزی مجلس تحقیقات زرعی اور حکومت سرکار عالی دونوں برداشت کریں گی۔ فی الحال اس اسکیم کے تحت تور اور بنگالی چنا کی اچھی قسمیں دریافت کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

شہر رائچور اور تعلقہ گنگاوتی کے بعض مواضعات میں ملیریا کا انسداد کرنے کے لئے جو اسکیم نافذ کی گئی تھی اس کے نتائج بہت اچھے رہے۔ طحالی مریضوں کی تعداد کم ہو کر رائچور میں ۹ فیصد اور تعلقہ گنگاوتی کے ایک موضع میں ۵۰ فیصد اور ایک میں ۱۰۰ فیصد گھٹ گئی ہے۔

(معلومات حیدرآباد)

معاشی کانفرنس

نمائش مصنوعات ملکی کے سلسلہ میں اس سال بھی معاشی کانفرنس معاشی کمیٹی انجمن طیلسانین عثمانیہ کے زیر اہتمام ۱۳ بہمن سے شروع ہو رہی ہے۔ کانفرنس کا افتتاح ہز ہائنس پرنس آف برار فرمائیں گے۔ کانفرنس کا مقصد ملک کے معاشی مسائل پر خالص علمی نقطۂ نظر سے بحث کرنا اور اپنی تجاویز کو حکومت اور اہل ملک کے آگے پیش کرنا ہے۔ انجمن طیلسانین عثمانیہ نے پچھلے سال مجلس معاشی کمیٹی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس کا نصب العین یہ ہے کہ ملک کے معاشی حالات پر نظر ڈال کر لائحۂ عمل مرتب کرے، پیچیدہ معاشی مسائل پر غور و فکر کرے اور ایسے وسائل دریافت کرے جن سے ملک کو وہ معاشی اطمینان حاصل ہو جو ہر متمدن ملک کی خصوصیت ہوتی ہے۔ اس انجمن نے ملک کی خدمت گزاری کا دائرہ صرف طیلسانین تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس کا دروازہ بلا لحاظ مذہب و ملت اور بلا لحاظ طبقہ تمام ابنائے وطن کے لئے کھلا رکھا۔

اس سال کانفرنس کے چار اجلاس ہوں گے جن میں حسب ذیل مسائل زیر بحث آئیں گے۔

(۱) تنظیم عابد جنگ میں حیدرآباد کا حصہ
(۲) حیدرآباد میں فراہمی اغذیہ کا مسئلہ
(۳) حیدرآباد میں بنک کاری کی ترقی کے مسائل۔
(۴) صنعتی فروغ میں حکومت کی امداد
(۵) حیدرآباد کی معاشی تعمیر میں امداد باہمی

رائچور میں قحط نہیں رہا

اس سال فصل خریف اچھی ہونے کی وجہ سے ضلع رائچور میں حالات قحط دور ہو گئے۔

گزشتہ سال متاثرہ علاقوں کی امداد کے لئے حکومت سرکار عالی نے جو تدابیر اختیار کی تھیں ان میں مال گزاری کا التوا اور معافی، امدادی کاموں کی اجرائی، تقاوی کی تقسیم، لنگر خانوں کا قیام اور غلہ کی مفت تقسیم بھی شامل ہے اور اس کی وجہ سے عوام کے مصائب میں بہت کچھ کمی ہو گئی۔ ۱۳۵۲ف میں سرکاری مالگزاری میں ۳،۴۲،۳۳ روپے کی معافی اور ۴،۳۳،۷۰۵ روپے کے التوا کی منظوری دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ ۱،۵۰،۰۰۰ روپے بطور تقاوی کے تقسیم کئے گئے اور ۳۴،۴۹۰ روپے کے تخم بھی تقسیم کئے گئے۔ مختلف مقامات میں ارزاں غلہ فروخت کرنے والی دوکانیں قائم کی گئیں اور غربا کو جوار مفت تقسیم کی گئی اور نقد روپیہ بھی دیا گیا۔ ان امدادی تدابیر پر ۷،۴۳۰۰ روپے صرف ہوئے۔ قحط سے متاثرہ علاقوں میں بڑی تعداد میں لنگر خانے قائم کئے گئے اور تقریباً ۱۵،۰۰۰ اشخاص کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ سڑکوں کی تعمیر، کنوؤں کی مرمت اور تاریخی یادگاروں کی بحالی جیسے متعدد امدادی کام جاری کر کے زرعی مزدوروں کے لئے روزگار فراہم کیا گیا۔ چنانچہ تقریباً ۲۳،۴۰۰ مزدوروں کو روزگار مل گیا۔ ان امور پر تقریباً ۲۹،۴۰۰ روپے صرف ہوئے۔

اس سال تمام ضلع میں کافی بارش ہوئی، فصل خریف بہت اچھی تھی اور فصل ربیع کی حالت بھی امید افزا ہے۔ زیادہ غلہ اگانے کی مہم کو کافی ترقی ہونے

اردو کے متعلق سر رادھا کرشنن کی رائے

سر رادھا کرشنن وائس چانسلر ہندو یونیورسٹی بنارس نے مجلس بین جامعات کے ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا ہمیں اس انتہائی کامیابی سے واقف ہونے کا موقع ملا جو جامعہ عثمانیہ نے غیر سائنسی مضامین میں اردو کو ذریعہ تعلیم بنا کر جو مملکت آصفیہ کی عام زبان ہے حاصل کی ہے۔ ہندوستانی کو ہندوستان کی عام زبان بنانے کی ملک کے گوشہ گوشہ میں مختلف کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ہندوستان کے مختلف حصوں میں ہمارے لئے یہ حقیقت باعث دلچسپی ہوگی کہ جامعہ عثمانیہ اور متعلقہ اداروں میں مادری زبان سیکھنے کے جو ملک کی عام زبان ہے تشفی بخش مواقع موجود ہیں، اور بین الاقوامی ربط کے لئے انگریزی بھی موجود ہے۔ ہمارے لئے یہ معلوم کرنا خاص دلچسپی کا باعث ہوگا کہ طب، انجینئرنگ، اور دوسرے تکنیکل مضامین کی تعلیم اردو میں تشفی بخش ہے۔ اردو کو ذریعہ تعلیم اور ذریعہ امتحان بنانے کی وجہ سے اس جامعہ کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ جامعی نصاب کی کتابوں کو انگریزی سے اردو میں منتقل کر دینے کی وجہ سے وہ خلیج جو تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ طبقوں میں حائل تھی پاٹ دی گئی۔ جامعہ کے ان گرانقدر تجربات سے ہندوستان کے مختلف حصوں میں ہمیں مستفید ہونے کا موقع ملے گا۔

اُردو سب کی زبان ہے

ملیبار میں انجمن ترقی اردو کی سرگرمیاں!

مولوی عبدالحق صاحب معتمد انجمن ترقی اردو ہند نے اردو کانفرنس کالی کٹ (ملیبار) کی صدارت کرتے ہوئے ایک پر مغز خطبہ پڑھا جس میں اردو کی ہمہ گیری پر روشنی ڈالتے ہوئے بتلایا گیا ہے کہ ہندوستان کے مختلف فرقوں کو ایک دوسرے سے قریب تر لانے کا واحد ذریعہ اردو زبان ہے۔ ذیل میں اس خطبہ کا ایک مختصر سا اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

زبان اور ادب جیسا کہ سب خیال کرتے ہیں [illegible] تہذیب و تمدن کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ زبان کے علم اور خیالات نے قوموں کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور ملانے میں بڑا کام کیا ہے۔ جہاں زبان ایک نہیں خیالات ایک نہیں ہوتے وہاں دل بھی ایک نہیں۔

ہمارے ہندوستان جنت نشان میں جہاں بہت سی زبانیں ہیں وہاں کچھ عجیب بھی ہیں۔ اور سب سے بڑا عجیب یہ بات ہے۔ اس میں نہیں سینکڑوں بولیاں بولی جاتی ہیں [illegible] نہیں صد ہا ہزار سال سے چلی آرہی ہے [illegible] میں ایک مشترک اور عام زبان کی چنداں ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ ہر علاقہ بجائے خود ایک ملک تھا۔ اس کی زبان بھی الگ تھی۔ آمد و رفت کے وسائل بھی محدود تھے۔ مختلف علاقوں کے تعلقات بھی باہم بہت کم رہے اس وجہ سے کوئی ایسی زبان نہ بننے پائی اور نہ کسی کو اس کا خیال آیا۔ ضرورت ستاتی ہے تو طرح طرح کی سوجھتی ہے مگر جب تک ضرورت نہیں ہوتی تو تدبیر کی راہیں بند ہو جاتی ہیں لیکن زمانہ [illegible] کے بعد حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ نا معلوم طور پر خود ہمارے ہاتھوں اس کا سامان ہو گیا جیسے ترک و تاتاری، آریا، یونانی، ایرانی وغیرہ قومیں اس ملک میں آئیں اسی طرح مسلمان بھی یہاں پہنچے۔ جب دہلی میں ان کی حکومت کا استقلال ہوا تو وہ یہیں بس گئے اور اسی ملک کو [illegible] ملک والوں سے میل جول بڑھنے لگا۔ ان باتوں ایک ساتھ رہنے سہنے، کاروبار اور معاملات کرنے جلنے، بازاروں، لشکروں اور دفتروں میں ساتھ کام کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کی اور مسلمانوں نے ہندوؤں کی زبان سیکھنی شروع کی۔ مسلمان ہندی الفاظ اور ہندو فارسی الفاظ اپنی بول چال میں استعمال کرنے لگے کہ ایک دوسرے کی بات آسانی سے سمجھ سکیں۔ جب دو مختلف زبانوں کے بولنے والوں کو ایک جا رہنے کا اتفاق ہوتا ہے تو وہ اسی قسم کی کوشش کرتے ہیں جیسا ہم آج کل بازاروں میں دیکھتے ہیں۔ غرض یہ کہ قدرت نے سامان مہیا کیا، ضرورت نے اس سے کام لیا اور ایک نئی زبان کا ڈول پڑا جس میں ہندو مسلمان برابر کے شریک تھے اس کے بننے میں نہ کسی حکومت کا ہاتھ تھا نہ کسی بادشاہ کی رعایت نہ پنڈتوں اور مولویوں کا مشورہ اور نہ کسی انجمن یا بزم کی سعی۔ اسے ضرورت نے پیدا کیا۔ یہ وقت کا تقاضا تھا اور وقت کا تقاضا اٹل ہوتا ہے۔

ایک بڑی بات اردو کے حق میں یہ ہوئی کہ جو گی مقبول ہوئی اس کی مقبولیت فارسی اور انگریزی کی سی مقبولیت نہیں۔ فارسی حکومت کی زبان تھی۔ اس کی بدولت دربار سرکار میں رسائی ہوتی اور چھوٹے بڑے عہدے اور منصب ملتے تھے۔ یہی حال اب انگریزی کا ہے۔ اس کی پشت پر حکومت ہے دولت ہے اور دنیاوی فائدے ہیں۔ یہ دونوں باہر سے آئیں اور اہل ملک نے ان کی تحصیل حکومت تک پہنچنے اور دفتری خدمات حاصل کرنے کے لئے کی۔ قطع نظر ان مادی فوائد کے ان میں علمی اور تہذیبی پہلو بھی تھا۔ برخلاف اس کے اردو ابتدا میں ان سب فضیلتوں سے محروم تھی۔ نہ حکومت کی سرپرستی کی نہ دولت کی۔ نہ حصول دولت و جاہ کا ذریعہ اور نہ اسے علمی، ادبی یا تہذیبی شان کا شرف حاصل تھا لیکن باوجود اس کے حیرت انگیز سرعت کے ساتھ ملک کے دور دراز گوشوں میں جا پہنچی۔ مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جہاں کہیں پہنچی قبول عام سے سرفراز ہوئی۔ مقبولیت کا یہ بڑا ثبوت یہ ہے کہ اکثر صوبے اس کے جنم بھومی کے دعوے دار ہیں۔ اہل پنجاب کا دعویٰ ہے کہ اس کی اول داغ بیل یہیں پڑی ہے۔ غزنوی حکومت پنجاب میں آئی تو اس وقت اس نے وہاں جنم لیا۔ دہلی اور یوپی والے کہتے ہیں کہ دلی میں جب اسلامی حکومت کو استقلال حاصل ہوا تو دلی میرٹھ کی اس پاس کی بولی پر فارسی کی قلم لگی اور ایک نئی بولی وجود میں آئی۔ اہل گجرات کہتے ہیں کہ یہ زبان اس سر زمین میں پھولی اور یہیں سے تجارت کے ساتھ ملک کے دوسرے حصوں میں پہنچی۔ اہل دکن کا دعویٰ ہے کہ دکن میں اول اول اس نے ادبی حیثیت حاصل کی اور یہاں سے شمالی ہند پہنچی۔ بعض دوسرے صوبوں کو بھی اس قسم کا دعویٰ ہے۔ ان سب کے دعوے حق بجانب ہیں کیونکہ کسی ایک کی زبان نہیں سب کی ہے اور پھر یہ کیوں نہ ہو۔

سب کی کیونکر؟ ـــــ اگرچہ ابتدا میں ہندو مسلم میل جول سے بنی لیکن جب اس کا رواج بڑھا تو دوسری قوموں نے بھی اسے خوشی خوشی قبول کیا۔ پارسی، انگریز، یوریشین، اینگلو انڈین سب ہی نے اس سے کام لیا اس میں کلام کیا اور اس کی اشاعت و ترقی میں مدد دی۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ایک سو سے زیادہ یورپین اور اینگلو انڈین اردو کے شاعر ہیں جن میں سے بعض کے ضخیم دیوان موجود ہیں۔ ہندوستان کی کوئی دوسری زبان آج کل عام طور پر یہ دعویٰ نہیں کر سکتی۔ اسلئے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اردو سب کی زبان ہے اور ہندوستان کی اگر کوئی مشترک اور عام زبان ہو سکتی ہے تو یہی ہے۔

اس بنا پر ہماری یہ آرزو ہے بلکہ مصمم ارادہ ہے کہ ملیبار کی [illegible] آبادی کو جو اس وسیع براعظم کی [illegible] جو ہندوستان کے [illegible] کو خیر مقدم کہنے کے لئے ہم سب تیار ہیں اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ اردو زبان ہے اس سے اخوت کا رشتہ زیادہ مستحکم اور مضبوط ہو جائے گا اور اس سے جو نتائج مرتب ہوں گے وہ بہت دور رس ہوں گے اور بہبود ملک و قوم کے لئے باعث خیر و برکت ہوں گے اس کی بدولت آپ اسلامی سرچشمۂ علم و ادب تک پہنچ جائیں گے جہاں آپ اپنی تاریخ، تہذیب و تمدن اور مذہب کے معلومات سے بخوبی بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ یہ بات آپ کو کسی دوسری زبان میں میسر نہیں آسکتی۔ اردو کا علمی ذخیرہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور ادبی اور علمی ذوق رکھنے والے کے لئے معقول سامان موجود ہے۔ یہ بہت شیریں، لچکدار اور موزوں زبان ہے اس میں ہر قسم کے خیالات ادا کرنے کے اسلوب موجود ہیں۔ اس زمانے میں اس کی قوت اور وسعت میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ اور آئندہ اس کے امکانات بھی زیادہ ہیں۔

بعض لوگوں نے اردو زبان کے خلاف [illegible] پروپیگنڈا کر رکھا ہے۔ اور یہ مشہور کر رکھا ہے کہ یہ بہت مشکل زبان ہے۔ یہ بالکل غلط ہے یہ بہت آسان زبان ہے اور اگر آسان نہ ہوتی تو اتنی جلدی سارے ملک میں کیسے پھیل جاتی۔ اور آپ کے لئے تو کچھ بھی مشکل نہیں چونکہ آپ رسم خط سے پہلے ہی واقف ہیں اور آپ کے بعض مدرسوں میں اردو کی تعلیم جاری ہے اور عام میلان اس کی طرف پایا جاتا ہے۔

[illegible] میں، میں نے ڈاکٹر عبدالحق صاحب پرنسپل گورنمنٹ محمڈن کالج مدراس کی معیت میں اسی غرض سے ملیبار کے بعض مقامات کا دورہ کیا تھا کالی کٹ [illegible] مقام تھا اور جہاں سے ہم [illegible] ہوئے اور [illegible] حالات [illegible] سے واقفیت حاصل کرتے [illegible] انجمن ترقی اردو (ہند) نے اس علاقہ میں اردو کی ترویج کی کوشش کی ہے جو وقت یہاں انجمن کے [illegible] انجمن کی ایک شاخ ہے۔ مجھے اس کا اعتراف ہے [illegible] کام [illegible] میں کوئی شک نہیں [illegible] کی وجہ سے اردو کا شوق پیدا ہو چلا ہے اور ملیبار کے اکثر مقامات سے اردو مدارس کے قیام کے [illegible] آتی رہتی ہیں۔ مگر [illegible] تعلیم اور معقول [illegible]

حکومت کی جانب سے غلہ کی خریداری

صوبوں اور ریاستوں میں حصول اجناس کا انتظام

ہندوستان کے مختلف صوبوں میں غذائی اجناس کو سرکاری طور پر حاصل کرنے کے لئے جو انتظام کیا گیا ہے اب اس کا مختصر حال بیان کیا جا سکتا ہے اگرچہ مختلف مقامات پر مقامی حالات کے لحاظ سے مختلف انتظام ہے مگر ہر جگہ اس کی بنیاد اس امر پر ہے کہ کاشتکاروں سے ضرورت والے علاقوں کو برآمد کرنے کے لئے مناسب قیمت پر غلہ مل سکے اور درمیانی نفع کمانے والوں کو نفع اٹھانے کا کم سے کم موقع ملے۔

حکومت صوبوں اور ریاستوں میں غلہ پیدا کرنے والوں سے یا تو براہ راست یا ایجنٹوں کے ذریعہ غلہ خریدتی ہے۔ یہ خریداریاں اس غرض سے ہوتی ہیں کہ منظور شدہ بنیادی تدابیر کے تحت متعلقہ علاقہ کے شہری اور قلت والے علاقوں کو خوراک بہم پہنچائی جائے ذخیرہ رکھا جائے اور قلت والے حلقوں کو غلہ بھیجا جائے۔

مدراس

صوبہ مدراس میں شہری رسد کے کمشنر کے ماتحت غلہ خریدنے والے افسر مقرر کئے گئے ہیں۔ کمشنر خرید کی ماہانہ مقدار اور انتہائی قیمتیں معین کرتا ہے۔

فاضل پیداوار کے علاقوں سے دھان اور چاول اجازت ناموں کے بغیر باہر نہیں بھیجا جا سکتا۔ ضلع کوئمبتور میں حسب ذیل اسکیم کا اعلان کیا گیا ہے۔

جن لوگوں کے پاس دھان کے دو سے پانچ ایکڑ تک ہیں وہ حکومت کو اپنی پیداوار کا ½ حصہ دیں گے اور جن کے پاس پانچ سے دس ایکڑ تک ہے وہ ½ حصہ دیں گے۔ دس سے پچاس ایکڑ تک آدھی پیداوار اور پچاس سے زیادہ ایکڑ پر حکومت کو تین چوتھائی پیداوار دی جائے گی۔ چرم اور ورگی کے لئے حکومت کو دئے جانے کے واسطے ان سے دوسرا مختلف مقدار معین کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت دیہاتوں میں امداد باہمی کی انجمنیں تقسیم کا کام انجام دیں گی اور جہاں انجمنیں نہ ہوں گی وہاں پنچایتوں سے کام لیا جائے گا۔

ٹراونکور وغیرہ

ٹراونکور اور کوچین کی ریاستوں میں ریاست نے تمام فاضل مقدار خرید لی ہے اور چاول دھان کا تمام کاروبار منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اہم اجناس صرف سرکاری ایجنسیوں کی معرفت فروخت کی جا سکتی ہیں۔

میسور میں خریداری کے انتظام کا ذکر مکمل ہے یہاں چاول کی پیداوار کا ۲۵ فی صدی اور موٹے اناج کی کل پیداوار کا ۱۰ فی صدی خرید لیا جائے گا۔

صوبہ متحدہ

صوبہ متحدہ میں صوبائی حلقہ واری خوراک کنٹرولر اور ایک بہت بڑا مارکٹنگ عملہ قائم ہے جس کی نگرانی میں خریداری کی ایجنسیاں مقرر کی گئی ہیں۔ اس صوبہ کی حکومت نے اتنا کامیاب انتظام کیا ہے کہ وہ صوبہ کے گیہوں کی تمام منڈیوں پر حاوی ہو گیا ہے اور گیہوں صوبائی حکومت کی مقرر کی ہوئی انتہائی قیمتوں سے بہت کم قیمت پر ملتا ہے۔

اڑیسہ

اڑیسہ میں کوئی شخص ۱۰ من سے زیادہ چاول نہیں خرید سکتا۔ تمام اضلاع میں ضلع کنٹرول کے تحت خریداری کے ایجنٹ مقرر کئے گئے ہیں۔ ذخیرہ اور تقسیم کرنے کے انتظامات ہو گئے ہیں۔ ہر ضلع کے لئے قیمتوں کی اتری ہوئی شرح مقرر کر دی گئی ہے۔ غلہ کی برآمد صرف حکومت کرتی ہے اور ناجائز طور پر لاتے اور لے جانے کے خلاف سخت انسدادی انتظامات کئے گئے ہیں۔

صوبہ متوسط

صوبہ متوسط میں باہر بھیجنے اور اندرون صوبہ استعمال کے لئے غلہ حاصل کرنے کی ایک سرکاری ایجنسی مقرر کر دی گئی ہے۔ مگر اس مقصد کے لئے موجودہ تجارتی ذرائع ہی استعمال کئے جائیں گے۔ ملوں اور بازاروں میں غلہ فروخت کرنے کا اجارہ حکومت نے لے لیا ہے قیمتوں کے کنٹرول کے علاوہ غلہ کی نقل و حرکت کے لئے خواہ وہ ریل کے ذریعہ ہو یا سڑک کے ذریعہ اجازت ناموں کی ضرورت ہے۔

آسام میں دسمبر میں کاٹی جانے والی فصل حاصل کرنے کے لئے انتظام مکمل کر لئے گئے ہیں۔

سندھ

سندھ میں صرف دو سنڈیکیٹ برآمد کے مجاز ہیں ایک گیہوں کے لئے اور دوسرا دیگر اجناس کے لئے یہاں حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ نئی فصل بازار میں آنے سے پہلے پرانی فصل کا تمام غلہ ختم ہو جائے ایک تاریخ معین کر دی گئی ہے اور پیدا کرنے والوں کے لئے اپنا تمام فاضل غلہ اس تاریخ تک فروخت کر دینا ضروری ہے۔ اس تاریخ کے بعد جو غلہ بچ رہے گا اس کو حکومت اپنی خریداری کی سنڈیکیٹوں کے ذریعہ طلب کرے گی۔

بہار

بہار میں صوبہ کو ۶ حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ہر حلقہ ایک فراہمی خوراک کے افسر کے تحت ہے اس افسر کا فرض یہ ہے کہ فاضل پیداوار کے علاقوں سے خرید کر قلت والے علاقوں میں غلہ بھیجے۔ ریل کے ذریعہ غلہ منتقل کرنے پر کنٹرول ہے تاکہ خرید کی منڈیوں میں مقابلہ بازی نہ ہو۔

پنجاب حکومت نے مقرر کردہ ایجنٹوں کی معرفت غلہ کے حصول کا انتظام کیا ہے۔

بنگال

بنگال میں امان فصل کے حصول کے انتظامات آنریبل مسٹر جے پی سہراوردی منسٹر اغذیہ کونسل آف اسٹیٹ میں ۲۳ نومبر کو بیان کر چکے ہیں چونکہ اس اسکیم کا ایک مقصد دیہاتوں میں اعتماد پیدا کرنا ہے اس لئے کاشتکاروں سے کوئی غیر معمولی مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ اور عظیم تر کلکتہ کو خوراک بہم پہنچانے کی ذمہ داری مرکزی حکومت نے لے لی ہے بنگال کی اسکیم کی خصوصیات یہ ہیں کہ قصبوں میں دھان کی خریداری کے لئے سخت کنٹرول کے تحت معمولی تجارت کی اجازت دی جائے گی۔ ایک قلت والا ضلع ایک خاص زائد پیداوار والے ضلع سے ملا دیا جائے گا۔ اور قلت والے ضلع کے تاجروں کو زائد پیداوار والے ضلع سے غلہ خریدنے کا لائسنس دیا جائے گا حکومت کے حصول غلہ کے انتظام سے بازار پر کوئی ناروا بار نہیں پڑے گا۔

بازاروں میں مقابلہ بازی کم کر کے قیمتیں کم کی جائیں گی۔ اس غرض سے تمام شہری اور صنعتی علاقوں میں مؤثر راشن بندی جاری کی جائے گی۔ قلت والے ضلع سے فاضل پیداوار کے ضلع میں غلہ بھیجنے پر کنٹرول ہوگا اور خود ضلع میں صرف کے لئے خریداروں پر بھی کنٹرول کیا جائے گا۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ہمارے ایک اداریہ کو پڑھ کر جو گزشتہ ہفتہ "رہبری ہے یا عوام فریبی؟" کے عنوان سے شائع ہوا تھا معاصر "رعیت" ہم سے بہت خفا ہے اور اس خفگی کے عالم میں ہمیں بحث سے گریز کر کے یہ تحریر کرتا ہے کہ :-

"ہمیں نہیں معلوم کہ معاصر "مملکت" عوام کے کس طبقہ کی نمائندگی کرتا ہے"

خدا کا شکر ہے کہ ہم ذخیرہ باز اور نفع اندوز طبقہ کی نمائندگی نہیں کر رہے ہیں۔

اسی اداریہ میں عوامی اداروں کی معاصر "رعیت" نے یہ تعریف کی ہے :-

"بے شک آندھرا کانفرنس ہو کہ مہاراشٹرا کانفرنس کسی عوامی ادارہ کو بحیثیت مجموعی آبادی کے تمام طبقات کی فلاح و بہبود کا خیال رہنا ایک لازمی امر ہے متصادم مفادات میں ہم آہنگی کی فکر ہر عوامی ادارہ کو رہے گی۔ کوئی عوامی ادارہ اس بات کو جائز نہیں سمجھتا کہ آبادی کے ایک بڑے طبقہ کے مفاد کو ایک دوسرے طبقہ کے مفاد کے تابع قرار دیا جائے"

ہمارے معاصر کے اس ادعا کی تائید میں کہ کسی بڑے طبقے کے مفاد کو کسی دوسرے طبقہ کے مفاد کے تابع نہیں رکھا جا سکتا ہم یہ واقعہ پیش کر سکتے ہیں کہ زرعی پیداوار کی آمدنی کا (۳۰) فیصد حصہ کاشتکار کو ملتا ہے اور (۷۰) فیصد ساہوکار کو دوسرے الفاظ میں کاشتکار کے مفاد کو ساہوکار کے مفاد کے تابع نہیں رکھا گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیا آندھرا اور مہاراشٹرا کانفرنس یا خود ہمارا معاصر خاموش رہتا؟ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ مختلف مفادات میں ہم آہنگی قائم رکھنے کا مجرب اور آزمودہ طریقہ یہ ہے کہ کاشتکاروں کا نام لے کر سرمایہ داروں کی قیادت قائم کی جائے۔ اور جو ادارہ اس اصول پر کار بند ہو اس کو عوامی ادارہ کہتے ہیں۔

معاصر "رعیت" نے اسی اداریہ کے آخر میں یہ نصیحت فرمائی ہے

"ہمارے معاصر کو ہمارا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ وہ ایسے مسائل پر خامہ فرسائی کرنے سے قبل براہ کرم دیہات سے بار بار ربط پیدا کرے"

ہم اس مشورہ کو ضرور قبول کرتے مگر کیا کریں ہم نہ تو زمیندار ہیں اور نہ وطندار اگر ایسا ہوتا تو بار بار ربط ہی کیا ہم تو دیہات میں اپنی قیادت بھی قائم کر دیتے۔

مشترکہ زراعت کے اصول کی غیر اصولی مخالفت کرتے ہوئے معاصر "رعیت" تحریر کرتا ہے :-

"برا نہ ماننا چاہئے اگر ہم یہ سوال کریں کہ کیا حیدرآباد میں روس کے نمونہ کی مشترکہ یا اجتماعی زراعت کی شرط مقدم موجود ہے؟ کیا حیدرآباد میں سوویٹ یونین کے نمونہ کی حکومت قائم ہونے کا کبھی خیال بھی گزر سکتا ہے جہاں کہ ابھی تک معمولی نمائندہ اداروں کا فقدان ہو؟"

برا نہ ماننا چاہئے اگر ہم بھی یہ سوال کریں کہ کیا حیدرآباد میں نمائندہ (جمہوری) اداروں کی شرط مقدم پہلے سماجی مساوات موجود ہے؟ جہاں ذات پات، اونچ نیچ اور عصبیت جہات کے جھگڑے ہوں کیا وہاں جمہوریت کامیاب ہو سکتی ہے؟ کیا ذات پات کے جھگڑے گاندھی جی کے جمہوریت کے باوجود باقی نہیں رہیں جس کے متعلق اقبال مرحوم نے کہا تھا ؎

دشمنی کے ناخنوں سے ٹوٹ نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

گزشتہ ہفتہ بیگم شاہنواز نے لیڈی حیدری کلب میں خواتین حیدرآباد کو مخاطب کیا۔ تقریر ختم کرنے کے بعد ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ :-

"پنجاب کی غریب عورتیں اور مہذب خاندانوں کی خواتین پردے کی پابندی نہیں کرتیں"

اگر ترجمان ملت کا بس چلے تو پنجاب کو پاکستان کے مجوزہ نقشہ سے خارج کر دے۔

ترکی میں خواتین کو علم الحرب میں مہارت دی گئی اور اب ان میں چیزی سپاہیوں کی ایک کثیر تعداد موجود ہے (بیگم شاہنواز)

اگر ترکی عورتیں فوجی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہیں تو "ترجمان ملت" کی منطق کی رو سے ترکی مرد امور خانہ داری میں منہمک ہوں گے۔ اس بے راہروی کے باوجود ترکی کا دن بدن ترقی کرتے جانا "ترجمان ملت" کے لئے ایک معمہ ہے۔

ایک مراسلہ نگار نے تحریر کیا ہے کہ :-

"کورٹ آف وارڈس کے موجودہ قانون کے تحت وہی جاگیرات زیر نگرانی کورٹ لی جاتی ہیں جن کے قابض یا وارث فاتر العقل یا نابالغ ہوں۔ جاگیرات کی بڑی اصلاح ہو جائے گی اگر ایسی جاگیرات کو بھی زیر نگرانی کورٹ لے لیا جائے جن کے قابض نااہل، مقروض، یا بے خبر ہوں"

ہمیں اس تحریک سے اتفاق ہے اور توقع ہے کہ مجلس جاگیرداران بھی اس کی تائید کرے گی۔ البتہ اس تجویز میں ہم یہ اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ ناظم کورٹ آف وارڈس کی مدد کے لئے ایک مشاورتی مجلس تشکیل دی جائے جس میں مجلس جاگیرداران کے نمائندے بھی شریک رہیں۔

"دکن کرانیکل" کا بیان ہے کہ :-

"طلبہ کے سرپرستوں کی جانب سے ایک محضر نواب صدر اعظم بہادر کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے جس میں یہ استدعا کی گئی ہے کہ مقامی زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس محضر پر عوام کے دستخط لے جا رہے ہیں۔"

تو یہ ثابت ہو کہ یہ محضر عوام کا نہیں بلکہ اُن نام نہاد لیڈروں کا ہے جو عوام کو مشترکہ زبان کے خلاف ابھار کر دستخط حاصل کرتے پھر رہے ہیں۔

مذکورہ بالا محضر میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ :-

"اردو مسلمانوں کی زبان ہے"

اگر اردو مسلمانوں کی زبان ہے تو پھر تیج کیوں جس کے خریدار (۹۹.۹) فیصد ہندو ہیں اردو میں کیسے شائع ہوتا ہے؟

"دراصل مجلس کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس نے صنعتی و معاشی تعمیر سے متعلق ملک میں ایک منظم رائے عامہ پیدا کی اور اس کی قوت سے حکومت کو تعمیر ملک کے فرائض کی طرف متوجہ کیا (مسٹر یاسین زبیری)

جس صنعتی تعمیر کا اس اقتباس میں ذکر کیا گیا ہے اس کو صنعت رزولیوشن سازی کہتے ہیں۔ مگر یہ کیا بات ہے کہ مجلس نے حکومت کو تعمیر ملک کے فرائض کی طرف متوجہ کر کے خود اپنے فرائض سے غافل ہو گئی۔

مزدوروں کی فلاح وبہبود سے

حکومت سرکار عالی کی دلچسپی

ممالک محروسہ سرکار عالی کی صنعتی ترقی کی وجہ سے مزدوروں کے مسائل نے جو اہمیت اختیار کر لی ہے کچھ عرصہ سے ان کے لئے ایک مدد گار ادارہ قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی چنانچہ حکومت نے مزدوروں کی حالت بہتر بنانے اور عمالی قوانین کی ترویج میں سہولت بہم پہنچانے کی غرض سے ملوں بتجربہ دو سال کے لئے ایک عمالی عہدہ دار کے تقرر کی منظوری دی۔ نئے دفتر کو تنظیم وعمالی قوانین کی ترتیب و ترمیم اور برطانوی ہند میں نافذ شدہ قوانین سے متعلق اندراجات کو تحقیقات بھی عمالی عہدہ دار کے فرائض میں شامل کیا ہے اور یہ محکمہ مزدوروں سے متعلق امور میں مقتدر ہی کا کام بھی انجام دے گا۔

ممالک محروسہ میں صنعتی تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے ثالثوں کا مسودہ قانون مرتب کیا گیا تھا جب علاوہ اجرتوں کی ادائی کے بارے میں بھی ایک مسودہ قانون پیش ہوا جسے دستور العمل کی شکل دی گئی اور ضمنی قواعد بھی مرتب کئے گئے۔ اس دستور العمل کے ذریعہ یہ انتظام کیا گیا کہ مزدوروں کو اجرت بٹنے میں زیادہ تاخیر نہ ہو اور غیر واجبی منہائی نہ کی جائے۔ کارخانوں سے متعلق مروجہ قانون حالات کی تبدیلی کی وجہ سے بے کار ہو گیا تھا اور اس میں ترمیم کرنے کی ضرورت تھی۔ اس قانون کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ اوقات کار کم کر کے ہم آہنگ کر دئے گئے اور عمال سے متعلق شاہی کمیشن کی سفارشات کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے تمدید تبدیلیاں کی گئیں۔ مزدوروں کو معاوضہ دینے کے متعلق ایک قانون ۱۳۴۵ف میں نافذ کیا گیا تھا اور ۱۳۴۷ف سے ۱۳۴۸ف کو اس قانون کے تحت قواعد کا نفاذ ہوا۔ اس قانون میں جو تبدیلیاں ہوئیں اور جو قواعد مرتب کئے گئے ہیں وہ عام اطلاع کے لئے شائع کئے جا چکے ہیں۔ مزدوروں کو معاوضہ دلانے کے لئے ہر ضلع میں اول تعلقدار کو کمشنر قرار دیا گیا ہے۔ اور زچگی کے حقوق کے بارے میں بھی ایک قانون نافذ کیا گیا ہے۔

جنگ کے زمانہ میں صنعتوں کی اہمیت کے پیش نظر یہ ضروری خیال کیا گیا کہ مزدور کام میں مصروف رہیں اور اس مقصد کی تحصیل کے لئے قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی کے قاعدہ ۸ الف کے تحت تجارتی تنازعات سے متعلق احکام نافذ کئے گئے جس میں یہ گنجائش رکھی گئی کہ تجارتی تنازعات کے پرامن تصفیہ کے لئے حسب ضرورت تحقیقاتی مجلس اور مشتقل عدالت قائم کر سکتے ہیں۔

برطانوی ہند میں عمالی سرگرمیوں سے واقف رہنے کے لئے حکومت سرکار عالی نے مزدوروں کے نمائندوں کو دہلی میں منعقد شدہ عمالی کانفرنسوں میں شرکت کیلئے بھیجا تھا۔ اس کے علاوہ جنوری ۱۹۴۲ء میں منعقد شدہ عمالی وزیروں کی کانفرنس اور اگست ۱۹۴۲ء میں منعقد شدہ سہ رخی عمالی کانفرنس میں بھی حیدرآباد سے نمائندے بھیجے گئے تھے اور ان نمائندوں نے اپنی سفارشات کے ساتھ حکومت کے سامنے ایک رپورٹ پیش کی۔ ان کانفرنسوں میں جو فیصلے ہوئے تھے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے عمالی قوانین اور عمال کی فلاح وبہبود سے متعلق مناسب تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

مزدوروں کی فلاح وبہبود سے متعلق مسائل پر غور کرنے کے لئے اس سال کئی جلسے منعقد ہوئے۔ تمام کارخانوں کے منیجروں کو کارخانوں کے لئے عمالی عہدہ دار مقرر کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ نامدیڑ کی عثمان شاہی ملز کے مزدوروں کے مفاد کی حفاظت کرنے اور مزدوروں اور کارخانہ دار کے درمیان رابطہ قائم کرنے کی غرض سے ایک عمالی عہدہ دار مقرر کیا گیا۔ مزدوروں کی بہتری کے لئے مزدوری کاموں کی انجام دہی پر بھی کارخانوں کے منیجروں کو متوجہ کیا گیا اور مزدوروں کے لئے گرانی کے الاونس کے واسطے سستا غلہ فروخت کرنے کے انتظامات جیسے امور کی تکمیل پر بھی انہیں آمادہ کیا گیا مزید برآں پراویڈنٹ فنڈ میں اضافہ کرنے پر بھی منیجروں کو توجہ دلائی گئی اور یہ تمام تدبیریں بحیثیت مجموعی مزدوروں کیلئے بہت مفید ثابت ہوئیں۔

مزدوروں کے حالات کا مطالعہ کرنے کی غرض سے دوران سال رانچور، گلبرگہ اور نامدیڑ کا دورہ بھی کیا گیا۔ (معلومات عامہ حیدرآباد)

ہم۔ سید محمد نگہبان — محمد کریم اللہ خان مددگار
خواجہ منیر الدین نگہبان — میر فرید الدین خان
محمد محبوب علی خان معتمد مجلس

اخبار مملکت محروسہ
کے ملنے
کا پتہ احمدیہ پریس چار مینار حیدرآباد

ترکی نے جنرل آرٹس کی تقریر کو ناپسند کیا

انقرہ۔ ۱۰ دسمبر۔ انقرہ ریڈیو نے اخبار اولوس کے سیاسی نامہ نگار کا حسب ذیل تبصرہ نشر کیا ہے۔ مارشل آرٹس نے جو تقریر کی اس کو ترکی میں بہت افسوس کے ساتھ سنا گیا۔ یہاں اس امر پر زور دیا جا رہا ہے کہ دنیا کے امن کی تعمیر اور اس کے تحفظ کی جو اسکیم مارشل آرٹس نے پیش کی ہے وہ جمہوری تصور اور اتحادی منشور اور قانون کے اصولوں کے خلاف ہے۔ ترکی نے کبھی دول عظمیٰ کی قیادت کے اصول کو تسلیم نہیں کیا اور ان سے یہ توقع کرنا غلط تھا کہ وہ ایک ایسے نظام زندگی کے قائم کرنے میں مدد کریں گے جو جیسا کہ مارشل آرٹس نے تجویز کیا ہے امریکہ اور برطانوی سلطنتوں کے اختیار میں رہے۔ یہ کہنا ذرا بھی تسکین بخش نہ ہوگا کہ یہ ڈکٹیٹر فیاضانہ طریقہ پر کام کریں گے اور اپنے اقتدارات کو ناجائز طریقے سے استعمال نہ کریں گے۔

سٹی کالج

حیدرآباد دکن

جناب مولوی سید محمد اعظم صاحب نے تقریباً ربع صدی تک بحیثیت پرنسپل سٹی کالج نونہالان ملک کی تعلیم وتربیت کے ذریعہ ملک کی جو عدیم النظیر خدمت انجام دی ہے اور تعلیمی دنیا میں جو کارہائے نمایاں کئے ہیں ان سے ملک کی تعلیمی ترقی سے دلچسپی رکھنے والے جملہ حضرات بخوبی واقف ہیں چونکہ اب موصوف کا نظامت تعلیمات کے عہدہ جلیلہ پر مستقلانہ تقرر عمل میں آچکا ہے اسلئے موصوف کو سٹی کالج سے وداع کرنے اور ترقی کی مبارکباد پیش کرنے کے لئے حسب روایات سٹی کالج ایک یادگار وداعی جلسہ کئے جانے والا ہے۔ نیز اس سلسلے میں ایک مفید تجویز یہ ہے کہ موصوف کی مستقل یادگار کے طور پر دو وظائف تعلیمی قائم کئے جائیں۔ سٹی کالج کے اساتذہ اور طلبائے قدیم وجدید کو مولوی سید محمد اعظم صاحب کے ساتھ جو عقیدت ومحبت ہمیشہ سے رہی ہے اسی کے مد نظر یقین ہے کہ وظائف مجوزہ کے لئے ضروری سرمایہ کی فراہمی بہت آسانی سے ہو جائے گی۔

ہم جمیع سابق اساتذہ وطلبائے سٹی کالج سے متمنی ہیں کہ اس خصوص میں اپنے تعاون عمل سے ہمیں شکرگزار فرمائیں اور سرمایہ وظائف کے لئے اپنے عطیے مجلس ہذا کے خازن مولوی عبدالسلام صاحب سینئر مددگار سٹی کالج کے پاس روانہ فرمائیں۔

مجلس انتظامی

عبدالسلام سینئر مددگار — میر محمود علی نگہبان
ابوظفر عبدالوحید نگہبان — رکن الدین احمد قریشی مددگار
محمد احمد مشتاق نگہبان — ڈی۔ این میسن لکچرر

اسٹیٹ بنک کا مستقبل درخشاں ہے

آنریبل مسٹر غلام محمد صدر المہام فینانس کی تقریر

حصہ داران اسٹیٹ بنک حیدرآباد کا دوسرا جلسہ عام احاطہ بنک میں بتاریخ ۱۱ دسمبر بوقت چار بجے شام زیر صدارت آنریبل مسٹر غلام محمد صدر المہام فینانس منعقد ہوا۔ آنریبل مسٹر غلام محمد سی آئی ای صدر المہام فینانس نے حسب ذیل تقریر کی۔

حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے حصہ داروں کے دوسرے سالانہ جلسہ میں آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے مجھے بڑی مسرت ہوتی ہے۔ بنک کا مالیاتی سال کے حسابات پر آج غور کیا جائے گا فی الحقیقت بنک کا پہلا مکمل سال ہے جس سے متعلق بنک کے معاملات پر حصہ دار صاحبان تبصرہ کریں گے۔ گزشتہ سال صرف چند مہینوں کے حسابات پیش ہوئے تھے۔ یہ بنک ابھی تک عالم طفلی میں ہے۔ اور وہ اپنی مشکلات پر قابو نہیں پا سکا ہے۔ حالانکہ خود سر میں اس بنک کے کاروبار کی توسیع کا منشا اس امر پر ہے کہ مملکت آصفیہ کے مختلف کاروباری مراکز پر بنک کی شاخیں کھولی جائیں۔ لیکن اس مقصد کے حصول کے لئے تربیت یافتہ اشخاص کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور وہ ملکی پروبیشنروں کو مقرر کرنے کے متعلق بھی غور کر رہے ہیں۔ تاکہ یہ پروبیشنر تربیت پاکر مناسب مدت میں ان عہدہ داروں کی جگہ لے سکیں۔ زمانہ جنگ کی وجہ سے ہندوستان میں بنک کاری کی توسیع میں تقویت پہونچ رہی ہے۔ اور تربیت یافتہ اشخاص کی مانگ بہت بڑھ گئی ہے دوسرے کاروبار کی طرح بنک کی شاخوں کو ان نوجوانوں کے ہاتھوں میں نہیں رکھا جا سکتا جنہوں نے تجربہ کے طور پر جو تربیت حاصل کی ہے وہ ابھی ابھی مکمل ہوئی ہے۔ عمل اور قطعی فیصلہ کی قوت کا حامل اور قابل اعتماد ہونے کی صفات کا کسی شاخ کے منیجر میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ حصہ دار صاحبان اس بات سے مطمئن رہیں کہ نظماء بنک ایک ترقی پذیر پالیسی پر عملدرآمد کرنا چاہتے ہیں۔ اور موجودہ سال کے دوران میں اسٹیٹ بنک کی متعدد شاخیں قائم کی جائیں گی۔ جن کے نتیجہ کے طور پر بنک کا کاروبار وسعت پذیر ہوتا جائے گا۔

جنگ کے اثرات

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے صدر المہام بہادر فینانس نے کہا گزشتہ سال [illegible] ان میں مملکت حیدرآباد کے معاشی و مالیاتی حالات ہندوستان کی طرح جنگ کے پیدا شدہ حالات سے متاثر ہوتے گو بعض صورتوں میں مشکلات اور مضر اثرات زیادہ نمایاں نہیں ہوئے مملکت کی معاشی حیثیت ترکیبی کافی بار پڑا۔ اور تجارت کے معمولی وسائل کو نقصان پہنچا۔ ایک طرف قیمتوں کے بڑھ جانے اور نقدی آمدنیوں کی وجہ سے عارضی طور پر مصنوعی گرم بازاری رہا ہوتی۔ تو دوسری طرف ہندوستان میں درآمد کی جانے والی یا تیار ہونے والی قابل حصول اشیاء کی محدود تعداد کی وجہ سے شہری بازارت ترسے ہوئے۔ نفع اندوزی اور ذخیرہ بازی کا دور دورہ ہو گیا۔ اور اجناس خوردنی کے متعلق اختیاری ترتوں کے مضر اثرات عام طور پر نمایاں ہو گئے۔ حکومت حیدرآباد نے گزشتہ سال کے اوائل میں اجناس خوردنی کی برآمد کو باقاعدہ بنانے اور درآمدات کو حکومتوں اور ریاستوں تک محدود کرنے کے جو تدابیر اختیار کیں۔ ان کی بدولت مملکت حیدرآباد میں اجناس خوردنی کی قیمتوں کی سطح اور کم از کم لوگوں کی عام غذائی جنس جوار کی قیمت کی سطح اتنی بلند نہیں ہوئی جتنی کہ ہمارے ہمسایہ صوبوں میں ہو چکی ہے۔

حیدرآباد افراط زر سے محفوظ نہیں رہ سکا

افراط زر کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے کہا "حیدرآباد افراط زر سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ گو اس کے اثرات یہاں برطانوی ہند کی طرح زیادہ نمایاں نہیں ہوئے ہیں۔ دوران جنگ میں حیدرآباد کے زر میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ لیکن بہ نسبت برطانوی ہند کے افراط زر کا نتیجہ ہے۔ جس کی وجہ سے قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ قوت خریداری کو ختم کر کے اس کو پس اندازی کی طرف لگانے کی ضرورت اتنی ہی حقیقی ہے جتنی کہ وہ اہم ہے لیکن اس سے بڑھ کر اہم ضرورت یہ ہے کہ معاشی حالات پر موجودہ دباؤ کو بڑی حد تک کم کرنے کی غرض سے شہری بازار کے لئے اشیاء کی رسد بڑھا دی جائے۔ حکومت ہند نے شہری صرف کے لئے اشیاء کو بڑھانے کی پالیسی اختیار کی ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ زرعی آبادی کی ضروریات جو اس کی زرعی آلات سے متعلق ہیں ان پر سب سے پہلے توجہ دی جائے گی۔ حیدرآباد کا زر جس کے انتظامات حکومت کی جانب سے اسٹیٹ بنک بہت جلد اپنے ذمہ لے گا۔ اس نے موجودہ بار کو اچھی طرح برداشت کیا ہے اور سکہ جات خوردہ کی دستیابی میں دشواری سے جو معمولی مشکلات پیدا ہوئیں [illegible] بہت جلد رفع ہو [illegible] حکومت بالخصوص کاروبار کے ضروریات [illegible] زمانہ کے دوران میں تجارتی ضروریات کی تکمیل کرنے کے قابل ہو سکی۔ کاروبار کا جو سرعت [illegible]

جہاں تک اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اسباب ہمارے نظام زر کی صلاحیت پر اعتماد کر سکتے ہیں۔

اسٹیٹ بنک اور ریزرو بنک کا فرق

شاید یہ امر غیر ضروری ہوگا اگر آپ پر یہ جتلانے کی کوشش کروں کہ اسٹیٹ بنک اور حکومت ہند کے ریزرو بنک میں کیا فرق ہے حیدرآباد کا اسٹیٹ بنک بنکوں کا بنک نہیں ہے۔ جب تک حدود ریاست میں بنک کاری کے نظام کی ترویج نہ ہو اور دیسی بنک اس درجہ اپنے کو ترقی نہ کریں کہ وہ ایک دوسرے کے حریف بن جائیں اسٹیٹ بنک کے لئے بہت مشکل ہوگا کہ وہ بنکوں کا بنک بن سکے قطع نظر اس کے کہ وہ مسابقت کیا کرتے ہیں۔ اسٹیٹ بنک کا اولین فریضہ وہی ہے جو عام طور پر تجارتی بنک کا ہوتا ہے۔ صرف اس قدر امتیاز کے ساتھ کہ اس کے اہم فرائض کے ساتھ ساتھ ایک فرض یہ بھی ہے کہ وہ حکومت حیدرآباد کے بنک کی حیثیت سے کام کرے جس میں زر کاغذی اور خزائن سرکار عالی کے انتظامات کے علاوہ حکومت کے فاضلات کی حفاظت بھی شامل ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انتظامات عمل میں لائے جا رہے ہیں اور توقع ہے کہ آئندہ سال جب کہ ہم پھر اس طرح مجتمع ہوں گے ان انتظامات کی قانونی کارروائی تکمیل ہو چکی ہوگی حصہ دار صاحبان یہ سن کر خوش ہوں گے کہ قرض عامہ سے متعلق انتظامات عنقریب اس بنک کے تفویض کر دیئے جائیں گے۔ ۲ ۱/۲ فیصد کا جدید قرضہ جو جاری کیا گیا تھا اور جو بہت کامیاب ثابت ہوا۔ وہ اسٹیٹ بنک ہی کے ذریعہ حکومت کی جانب سے جاری کیا گیا تھا۔ بنک کاری کے نقطہ نظر سے دوران سال میں جو سب سے اہم واقعہ قابل ذکر ہے وہ قوانین ہیں جو حکومت سرکار عالی نے جدید کمپنیوں بشمول بنک کے قیام اور ان کی شاخیں کھولنے پر قیود عائد کرنے کے سلسلہ میں نافذ کئے ہیں۔ کوئی بنک تا وقتیکہ حکومت سے اجازت نہ حاصل کرے بنک کی شاخ کسی مقام پر کھولنے کا مجاز نہ ہوگا۔ تشکیل عمل کرنے والے عوام اور بنکوں کے تحفظ کے لئے اس قسم کے اختیارات بہت ضروری تھے۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ جب حالات معمول پر عود کر آئیں گے تو یہ قیود یا تو رفتہ رفتہ اٹھ جائیں گے یا ان میں اتنی وسعت اور گنجائش پیدا کر دی جائے گی کہ وہ جدید کاروبار کے حق میں نہایت مفید ثابت ہو سکیں۔ حکومت کی موجودہ پالیسی کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ بنک کاری کی ترویج میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کی جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ بنک کاری کو صحیح بنیاد پر چلایا جائے اور غیر ضروری مسابقت سے روکا جائے۔ اس سلسلہ میں آپ حضرات کی توجہ اس نتیجہ کی طرف مبذول کراؤں گا جو ریزرو بنک کی مجلس نظماء کی جانب سے چند ماہ ہوئے دی گئی تھی۔ جبکہ مجلس نظماء نے حکومت ہند کی توجہ جدید بنکوں کے قیام کے متعلق غیر مفید رجحانات کی طرف منعطف کرائی تھی۔ مجھے اس کے اظہار میں مسرت ہوتی ہے کہ حال میں حکومت [illegible]

وہیں بنک کے قیام کی اجازت دی ہے جو بمقام احمد نگر قائم ہوا ہے۔ ایک دوسرے بڑے بنک کے قیام کی اجازت کا مسئلہ بھی حکومت کے زیر غور ہے۔ آپ کے نظما کی یہ پرخلوص خواہش ہے کہ حیدرآباد میں بنک کاری حدود سے منظم اور مربوط ہو جائے اور ملک کی حقیقی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہو اور اس سلسلہ میں حیثیت بنک سے ہر طرح کا تعاون اور سہولت حاصل کی جا سکتی ہے۔ باوجودیکہ بعض حلقوں میں بنک کی استقامت سے متعلق شبہات اور اندیشے ظاہر کئے گئے ہیں مسرور ہوں کہ اس بنک کی بنیادیں مستحکم ہو رہی ہیں۔ سال زیر تبصرہ کی رپورٹ اس کے مستقبل کی درخشانی کا یقین دلانے میں حق بجانب ہے بنک کی شاخوں کا جال پھیل جائے اور سرکاری حسابات کے سر و کار بنک کے تفویض ہونے پر توقع کی جاتی ہے کہ آئندہ سال اس بنک کی حیثیت بہ نسبت آج کے اور بھی مستحکم ہو جائیں گی یہ امر کم تشفی بخش نہیں ہے کہ ناموافق حالات کے باوجود بنک آج اس قابل ہے کہ حاصل شدہ منافع سے موقتی صدا جو کم سے کم منافع دئے جانے کی شرح مقرر کی گئی تھی منافع تقسیم کرے اور محفوظ کے لئے ایک لاکھ روپیہ مختص کرے۔ یہ توقعات تمام اخراجات کی پابجائی کے بعد اور اس امر کے باوجود کی جا رہی ہیں کہ حکومت نے گزشتہ سال ملک کے مشاہرہ یا کم از کم منافع کی ادائی گی کے لئے جس کی ضمانت دی تھی کوئی ذمہ داری نہیں اٹھائی۔

تبادلہ میں باقاعدگی

آپ کے بنک نے تبادلہ میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے حکومت کی پالیسی کو موثر بنانے میں مدد دی ہے۔ اور یہ امر قدرے طمانیت بخش ہے کہ سال زیر تبصرہ میں تبادلہ کا اتار چڑھاؤ بڑی حد تک محدود رہا۔ جو سرکاری فاضلات بنک کے اختیار میں ہیں ان کی دستیابی کی وجہ سے بنک تجارتی طبقہ اور کاشتکاروں کے مفاد کے لئے تبادلہ تغیرات کو اور زیادہ محدود کر سکے گا۔ جو بجائے خود ایک کارنامہ سے کم نہیں ہے۔ بنک اپنے سامنے ایک درخشاں مستقبل رکھتا ہے اور وہ زمانہ مابعد جنگ میں عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے اور صنعتی توسیع اور زراعتی ترقیوں میں اہم حصہ لے گا۔

زرعی و صنعتی مسائل

موجودہ غذائی صورت حال نے لوگوں میں غور و فکر کا مادہ پیدا کر دیا ہے۔ جو روپیہ زرعی ترقیوں میں لگایا گیا ہے خصوصاً بہتر تخم کی فراہمی، غذائی فصلوں کے زیر کاشت رقبہ میں وسعت اور ارزاں موثر کیمیائی کھاد فراہم کرنے میں جو رقم صرف کی گئی ہے اس کے باعث وہ بار جو دیہات پر پڑا ہے کم ہو جائے گا۔ جس کی طرف سے ہندوستان کے باقی حصوں میں غفلت برتی گئی اور اس پر وہ توجہ نہیں دی گئی جس کا وہ مستحق تھا۔ کاشتکار کی خوشحالی اور کافی اجناس خوردنی کی کاشت ہی پر عوام کی زندگی کا انحصار ہے اور آپ کا بنک ان تدابیر میں پورا تعاون کرے گا جن کو حکومت اپنے اس نصب العین کے حصول کے لئے اختیار کرے گی۔ اس وقت اس امر کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ ذرائع آبپاشی کی ترقی اور ایسی ارزاں برقی قوت کی فراہمی جو ہمارے ان حراری اسٹیشنوں میں پیدا کی جائے جو ہمارے کوئلے کے معادن کے قریب واقع ہیں یا جس کو قوت آب کے ذریعہ حاصل کیا جائے ہماری صنعتوں اور زراعت کی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ حکومت سرکار عالی مسئلہ کے اس پہلو پر غور کر رہی ہے۔

ضلع اورنگ آباد میں میووں اور ترکاریوں کی کاشت

سررشتۂ زراعت کی کوششیں

۱۳۲۵ف اور ۱۳۴۸ف کی درمیانی مدت میں سنترہ اور موسمی کے ۰۰۰۰ سے زیادہ پودے تقسیم کئے گئے ضلع اورنگ آباد میں مختلف میووں کے درختوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

سنترہ	۱۳۵۲۵۵	موسمبی	۸۸۹۹۳
لیمو	۶۹۹۰۹	آم	۱۱۳۱۲۱۹
امرود	۲۱۹۶۰۳	موز	۱۲۱۵۲۲۵

ضلع اورنگ آباد میں میووں کی کاشت کی سرگزشت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں بھی اس ضلع میں میوے کی کاشت ہوتی تھی اور ایلورا اور اجنٹا کے غاروں میں پتھر سے تراشے ہوئے جو مختلف قسم کے میوے اور ان کی تصویریں موجود ہیں ان سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے پہلے بھی یہاں میووں کی کاشت کی جاتی تھی۔ دکن میں جب مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی تو میوے کی کاشت کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا بہمنی اور قطب شاہی سلاطین نے اور نظام شاہی سلاطین نے اس کی سرپرستی کی اور مغلوں کے عہد حکومت میں تو اسے انتہائی ترقی ہوئی۔ لیکن مغلوں کے بعد دکن میں میوے کی کاشت کو بتدریج زوال ہوتا گیا اور آخر کار ۱۹۰۰ء کے قحط نے تو اس صنعت کو اتنا شدید نقصان پہنچایا کہ اب تک پوری طرح پنپ نہ سکی۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں میوے کی کاشت کو فروغ دینے کی غرض سے ۱۳۴۸ف میں ایک پیمائش کی گئی تھی جس سے یہ ظاہر ہوا کہ اس ملک میں کل ... ۵۰۰ ایکڑ رقبے پر میووں کے درخت لگے ہوئے ہیں اور اس میں سے ... ۵۰ ایکڑ رقبہ صرف ضلع اورنگ آباد میں ہے۔ اس ضلع میں میوے کی کاشت کے خاص مرکز کنڑ، بھوکردن، خلد آباد، پیٹھن، جالنہ، اورنگ آباد اور ویجاپور ہیں اور یہاں جن میووں کی کاشت کی جاتی ہے ان میں موسمبی، سنترہ، لیمو، چیکو، انگور، امرود، موز اور آم تجارتی اعتبار سے زیادہ اہم ہیں۔ ضلع اورنگ آباد کی زمین اور آب و ہوا ان میووں کی کاشت کے لئے بہت موزوں ہے۔ گذشتہ چند سال کے عرصہ میں تو موسمبی اور لیمو کی کاشت کو کافی ترقی ہوئی ہے اور تعلقہ جات پیٹھن، کنڑ اور اورنگ آباد میں بہت وسیع رقبے پر ان کے درخت لگائے گئے۔ اس ضلع میں جو میوہ پیدا ہوتا ہے اس کا کچھ حصہ مقامی ضروریات کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور زیادہ حصہ حیدرآباد بھیج دیا جاتا ہے۔

چونکہ اورنگ آباد بمبئی اور حیدرآباد کے درمیان واقع ہے اسلئے کاشت کرنے والوں اور تاجروں کو بڑی سہولت ہوتی ہے۔

سررشتۂ زراعت کی کوششیں

سررشتۂ زراعت نے حال ہی میں اورنگ آباد میں میووں کے لئے ایک تجرباتی مرکز قائم کیا ہے جو ایک مخصوص عہدہ دار کے زیر نگرانی ہے۔ یہاں مختلف اقسام کے میووں کے تجربے کئے جاتے ہیں تاکہ ان میں جو ضلع کے لئے زیادہ موزوں ہوں ان کی تعیین حاصل کر لی جائے۔ چنانچہ یہ مرکز میوے کی کاشت کرنے والوں کے لئے مختلف میووں کی اچھی قسموں کے پودے بڑی تعداد میں فراہم کر چکا ہے۔ اس تجرباتی مرکز کے علاوہ دولت آباد میں بالخصوص انگور کے بارے میں تجربہ کرنے کی ایک اسکیم نافذ کی گئی ہے جس کے مصارف کا ایک حصہ تو دہلی کی مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے ادا کیا ہے اور باقی اخراجات کی پابجائی حکومت سرکار عالی نے کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت انگور کی ۱۵۰ سے زیادہ اقسام کے بارے میں تجربے کئے جا رہے ہیں۔

میووں کے کیڑوں کے متعلق بھی تحقیقی دریافت شروع کر دی گئی ہے اور میووں کی کاشت کرنے والوں کو مختلف قسم کے کیڑوں اور پودوں کی بیماریوں سے آگاہ کر کے انہیں انسدادی طریقے بتلائے جاتے ہیں۔

ترکاریوں کی کاشت

ضلع اورنگ آباد میں مختلف اقسام ترکاریاں کاشت کرنے کی ایک اسکیم بھی زیر غور ہے۔ اگرچہ اس ضلع کی آب و ہوا ترکاریوں کی کاشت کے لئے بہت موزوں ہے لیکن فی الحال ان کی کاشت صرف اتنی ہی ہوتی ہے جو مقامی ضروریات کے لئے کافی ہو سکے۔ اس کی خاص وجہ غالباً آب پاشی کی سہولتوں کی کمی ہے لیکن اب آب پاشی کی زیادہ سہولتیں بہم پہنچانے کی تجاویز بھی زیر غور ہے اور توقع ہے کہ اس ضلع میں ترکاری کی کاشت بھی بہت وسیع ہو جائے گی۔

کل ہند کانفرنس قانون کا التوا

کل ہند کانفرنس قانون کے اجلاس ۱۵ بہمن ۱۳۵۲ف ...

مطابق ... ۲۸ دسمبر ۱۹۴۲ء حیدرآباد میں منعقد ہونے والے تھے لیکن مشاہیر قانون اور مقالہ نگار حضرات کی جانب سے یہ اصرار کیا جا رہا تھا کہ وقت کم ہے توسیع فرمائی جائے۔

اس تجویز پر مجلس انتظامی کل ہند کانفرنس قانون نے بعد غور یہ اتفاق آراء یہ طے کیا کہ کانفرنس کے اجلاس کے انعقاد کی مدت میں توسیع دی جائے اور بہتر ہوگا کہ ماہ فروری کے پہلے ہفتہ مطابق ماہ بہمن ۱۳۵۲ف کے دوسرے ہفتہ میں منایا جائے جبکہ تمام اقطاع ہند میں عدالتیں اور قانونی درسگاہیں بڑی حد تک بند رہتی ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ قانون داں اصحاب کو شرکت کا موقع رہتا ہے مزید برآں مقالے بھی کافی تعداد میں تحقیقی نوعیت کے پیش کئے جا سکتے ہیں جس سے علم قانون میں اضافہ کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں کانفرنس کی رکنیت کا چندہ ۶ روپے اور طلباء قانون کے لئے ایک تہائی مقرر کیا جاتا ہے جو اصحاب کانفرنس میں مقالہ سنانا چاہتے ہوں یا دوم اپنے موضوع سے ۳۰ بہمن ۱۳۵۲ف مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۴۳ء تک اطلاع دیں۔

جو اصحاب مقالہ کا عنوان روانہ فرما چکے ہیں وہ منظورہ اور داخل شدہ سمجھے جائیں گے البتہ انہیں حق حاصل ہے کہ اپنے موضوع میں اگر مناسب سمجھیں تو تبدیلی فرما دیں۔

مقالہ کا مختصر خاکہ ۳۰ اسفندار ۱۳۵۲ف مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۴۳ء تک روانہ فرما دیں۔ مقالہ کی ایک کاپی ٹائپ شدہ ۲۲ اردی بہشت ۱۳۵۲ف مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۴۳ء تک معتمد کانفرنس کے پاس روانہ فرما دیں تاکہ اس کی طباعت میں سہولت ہو۔

اشتہار حاضری بغرض تجویز مدالت دیوانی بلدہ اجلاس نظامت سوم صیغہ ابتدائی

معروف بی مدعیہ

بنام

محمد عبدالولی وغیرہ مدعا علیہم

دعویٰ استقرار حق

بنام ... ولد ... راج ... عمر ... سال نابالغ ... بیوہ ... عمر ۳۰ سال پیشہ خانہ داری ساکن ... مقدمہ مرقومۃ العنوان میں مطلع کیا جاتا ہے کہ تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن برائے جواب دہی مقدمہ جاری کئے گئے لیکن تمہاری ذات پر سمن کی تعمیل نہ ہونے سے حسب استدعا وکیل صاحب مدعی تمہارے نام اشتہار حاضری جاری کیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ ... بوقت ... بجے اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر مقدمہ ہذا کی پیروی و جوابدہی کریں ورنہ کارروائی ... عمل میں آئے گی۔ آج بتاریخ ... میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

اردو سب کی زبان ہے

بسلسلہ صفحہ (۹)

قائم نہیں ہو سکتے یہ کانفرنس جو یہاں منعقد ہوئی ہے اس کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ ملک میں باقاعدہ طور پر اشاعت اردو کے متعلق تدابیر سوچیں اور انہیں عمل میں لانے کی کوشش کریں۔ یہ امر باعث مسرت و اطمینان ہو گا کہ یہاں ایسے احباب موجود ہیں جو اس علاقہ کے حالات سے باخبر ہیں۔ انجمن ترقی اردو (ہند) کے مقاصد سے پوری ہمدردی رکھتے ہیں اور انہیں ایسے کاموں کا کافی تجربہ ہے۔ اگر ہم نے ان کے مشورے اور اتفاق سے کام کا کوئی ایسا خاکہ مرتب کیا جو قابل عمل ہو تو یہ کام بار آور ہو گا اور اس کانفرنس کے منعقد کرنے میں جو محنت اور رنگ و دو آپ نے کی ہے وہ رائیگاں نہیں جائے گی۔ اس مقصد میں بڑی اعانت اس مدد سے ملے گی جہاں ہم پہنچے ہیں۔ اس نے اردو کی اشاعت میں قابل قدر کام کیا ہے لیکن اس کے لئے مناسب مدرسین کا دستیاب ہونا مشکل ہے۔ یہ مشکل بھی اسی مدرسے کے ذریعہ حل ہو سکتی ہے۔

آخر میں سب صاحبوں سے میری یہ عرض ہے کہ اس کام کو سرسری اور اس کانفرنس کو معمولی نہ سمجھا جائے یہ ایک ایسی مہم کا آغاز کرتے ہیں جو اپنی اہمیت اور نوعیت کے اعتبار سے بہت بڑا درجہ رکھتی ہے اس میں اخلاص محنت اور صبر و استقلال کی ضرورت ہے۔ اس تحریک کے یہی تین بڑے ارکان ہیں۔ اگر ہم نے صحیح اصول پر منصوبے کی داغ بیل ڈال دی اور مشکلات و دشواریوں پر قابو حاصل کر کے اس مہم کو سر کر لیا تو یہ کانفرنس ایک یادگار کانفرنس ہو گی۔

دائمی امن کے لئے

معاشی آزادی ناگزیر ہے

بسلسلہ صفحہ (۹)

محصولات کی دیواروں کو منہدم کرنا پڑے گا جو بین الاقوامی تجارت کے راستے میں حائل ہیں اور نتیجۃً تمام اقوام کے معیار زندگی کو بری طرح متاثر کرتی ہیں۔ ہمیں اس بات پر اصرار کرنا چاہئے کہ چھوٹی یا بڑی قوم کو مفتوح تجارت اور پیداوار خام سے مستفید ہونے کا مساوی حق حاصل رہے جو ان کی معاشی خوشحالی کے لئے ضروری ہے۔

امن کو دائمی بنانے کے لئے سلح سازی پر بین الاقوامی نگرانی قائم کرنے کا ایک موثر ذریعہ دریافت کرنا ضروری ہے۔ جب تک ہم افراد کو کسی قومی حکومت پر قبضہ کر کے اسلحہ سازی کی آزادی حاصل رہے گی دائمی امن قائم نہ ہو سکے گا۔ جدید اسلحہ سازی نے خونی دنیا کے مسائل کو مستقل بدل دیا ہے کہ کوئی قوم دوسری قوم کو آگے متاثر کئے بغیر اسلحات نہیں بنا سکتی۔ اسلحہ سازی ایک بین الاقوامی مسئلہ بن گیا ہے۔ اس لئے اس پر بین الاقوامی نگرانی ضروری ہے۔ اگر دس سال قبل اس پر عمل کیا گیا ہوتا تو جرمنی اور جاپان کبھی اعلان جنگ نہ کرتے۔

امتناع پیشگی معاہدات اجناس روغن دار

جنگ کو موثر طریقہ پر جاری رکھنے اور اہل ملک کی ضروریات زندگی کے لئے رسد کو برقرار رکھنے کے لئے بہ نفاذ اختیارات کے جو تحت قاعدہ (۲) پیشگی قاعدہ (۲) قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں حسب ذیل حکم دیا گیا ہے جو تاریخ اشاعت جریدہ سے عمل ہوگا۔ محروسہ سرکار عالی میں نافذ ہو گا۔

۱۔ کوئی شخص مجاز نہ ہو گا کہ کسی خاص قسم کے اجناس روغندار کے متعلق تاریخ مصرحہ کے بعد کوئی پیشگی معاہدہ کرے۔

۲۔ باوجود کسی تجارتی رواج طریقہ یا عمل ورآمد کسی معاہدہ کے شرائط یا کسی معاہدہ کے متعلق ہیں کے کسی ضوابط کے۔

(الف) اجناس روغندار کے کسی قسم سے متعلق ہر ایسا پیشگی معاہدہ جو تاریخ مصرحہ پر کاروبار کے بند ہونے کے بعد بیباق نہ رہتا ہو اس طریقہ کے لحاظ سے جو صدر اعظم باجلاس باب حکومت بذریعہ اعلان مندرجہ جریدہ معین کریں ختم شدہ متصور ہو گا اور مختلف قسم کے معاہدوں کے لئے مختلف شرح معین کی جا سکیگی۔

(ب) کسی معاہدہ کے اس طرح ختم شدہ متصور ہونے کے بعد اس کی بابت برآمد شدہ تمام رقوم اس شرح کے لحاظ سے واجب الادا ہوں گی جو حسب صراحت صدر معین کی جائے اور اس کے بائع پر لازم نہ ہو گا کہ مال کو حوالہ کرے اور مشتری پر لازم ہو گا کہ اس کو بھی تحویل میں لے۔

(ج) فقرہ ہذا کے تحت ختم شدہ کسی پیشگی معاہدہ کی بابت باقی برآمد شدہ تمام رقوم جو کسی انجمن نے ایک رکن کی جانب سے دوسرے رکن کے حق میں قابل ادا ہوں اس انجمن کے حساب کے ذریعہ ادا کی جائیں گی اور ایسے باقیماندہ رقوم کا حساب کرنے کے اغراض کے لئے حسب فقرہ (الف) مذکورہ (۱) کے تحت صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کی تعین کردہ شرح انجمن کے قواعد اور ضوابط کے تحت تصفیہ شدہ شرح متصور ہو گی اور ایسے قواعد اور ضوابط احکام ہذا کے احکام کے تابع متذکرہ اغراض کے لئے نافذ رہیں گے۔

۳۔ صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو اختیار ہو گا کہ بذریعہ اعلان مندرجہ جریدہ کسی معاہدہ یا کسی قسم کے معاہدات کو احکام مندرجہ حکم ہذا کے اثر سے مستثنیٰ کریں۔

اجناس روغندار سے مراد (۱) مونگ پھلی (۲) السی (۳) رائی (۴) سرسوں (۵) ارنڈی (۶) بنولہ اور (۷) تل ہیں۔

(معلومات عامہ)

نمائش مصنوعات ملکی باغ عامہ

قصبہ کنہال، کاترکی، وکلنور
ضلع کپل کا
ریشمی و سوتی پارچہ و
ساڑیاں

رائے گیر آئیل ملز
کا
تیار کردہ روغن ارنڈی
مصفا و معطر

کارخانہ کفش دوزی
محمد عبدالکریم کپل کے
تیار کردہ
بوٹ۔ شوز۔ سینڈل اور چپل

قصبہ کنہال ضلع کپل میں
بنے ہوئے لکڑی کے
خوش نما
کھلونے

مصنوعات اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر اسٹال نمبر (۲۸۱) پر
ملاحظہ فرمائیے

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر باہتمام [illegible] شائع ہوا